OPEN ACCESS: http://theislamicculture.com

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
SZIC
الثقافة الإسلامية
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

اسلام اور دیگر الہامی مذاہب میں کفالتِ عامہ اور خدمتِ خلق کا تصور، تحقیقی وتقابلی جائزہ

The View of General Guardianship and Serving the Creation in Islam and other Abrahamic Religions

(A Thoroughly Research and a Comparative Paper)

Ihsan ur Rasheed
Ph.D. Scholar, Department of World Religions, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Karachi

احسان الرشید
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ ادیان عالم، وفاقی جامعہ اردو برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی، کراچی

****Dr. Aman Ullah***
Asst. Prof, Faculty of Islamic studies, Department of Qur'an & Sunnah Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Karachi

ڈاکٹر امان اللہ
اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، شعبہ قرآن وسنۃ، وفاقی جامعہ اردو برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی، کراچی

ABSTRACT:

The civilized and the cultured world today is facing a difficult time with the economy. Regardless of its success, every nation seems to be confused regarding this matter. The poor are increasing in their poverty and the rich are increasing in their wealth. Especially during this time of the pandemic (COVID-19), throughout the world you see poverty and economic depression becoming normalized. Furthermore, today's leaders promise their people that they will make sure that not a single person will be deprived of receiving the necessary provisions. However, with the unequal distribution of wealth, the conditions that are coming forth are not worth talking about. The benefactor of every creation-be it a Muslim or Non-Muslim, a human being or or an has shown us the correct ﷺanimal, an Arab or a non-Arab, our beloved Prophet

example of economy and also how to apply it in the world fourteen hundred years ago in such a way where no other example can match his example until the day of resurrection. Other religions and systems have directed mankind in one of two ways: either leading them to stay hungry and in poverty and promising them that this way is the epitome of monasticism thus bringing bright attention to monasticism, or luring them into saving money continuously after earning it. However, Islam is one of the only religions that motivates people to spend money on others more then hoarding it. This is to a point where hoarding money and being stingy with it is both a crime and blameworthy in Islam. Islam also cultivates such a desire in the people's hearts where consider it a means of success for ﷺMuslims spending money in the path of Allah themselves. The following lines will bring forth a discussion of general guardianship and serving the creation in Islam as well as other Abrahamic religions through the lens of a thoroughly researched and comparative paper.

Key Words: general guardianship, serving the creation, Abrahamic religion

آج کی متمدن دنیا جس طرح معاشی زبوں حالی کا شکار ہے کہ ہر قوم باوجود ترقی کے مضطرب نظر آرہی ہے، غریب کی غربت اور مالدار کی مالداری میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے بالخصوص موجودہ وبائی حالات میں (COVID-19) کرونا وائرس کے سبب دنیا بھر میں غربت، افلاس اور معاشی بدحالی عام ہوچکی ہے اس پر مستزاد یہ کہ آج کل ہر حکمران اپنی رعایا سے یہی وعدہ کرتا ہے کہ ان کی مملکت میں کوئی فردِ بشر بھی بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محرورم نہ رہے گا لیکن اسبابِ معیشت کی غیر مساویانہ اور غیر منصفانہ تقسیم سے جو صورتحال پیدا ہو رہی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔ محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے ہر مخلوق کے لیے خواہ مسلم ہو یا کافر، انسان ہو یا حیوان، عربی ہو یا عجمی ایسی ہمدردی اور معاشی تعاون کی تعلیم آج سے چودہ سو سال قبل دی ہے بلکہ ان تعلیمات کو عملی جامہ پہنا کر عملاً دنیا میں نافذ کرکے دکھایا کہ جس کی نظیر تا قیامِ قیامت پیش نہیں کی جاسکتی، جب کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب اور نظاموں نے انسان کو یا عضوِ معطل کی طرح کسبِ معاش سے روک کر بھوک وافلاس کو انسانیت کی معراج قرار دے کر رہبانیت کو فروغ دیا یا فقط کما کما کر دولت کے انبار لگانے کی ترغیب دی۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے کہ جس نے دولت کمانے سے زیادہ لوگوں پر خرچ کرنے کی تلقین کی، دولت کے اکتناز کو جرم قرار دیا اور بخل کی مذمت کی اور عملی طور پر لوگوں کے دلوں میں ایسا جذبہ ایمانی بیدار کیا کہ مسلمان اپنی کمائی ہوئی دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ زیرِ نظر سطور میں اسلام اور دیگر الہامی مذاہب میں کفالت عامہ اور خدمت خلق کے تصور کا ایک تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

واضح ہو کہ کسی بھی تحقیق کا آغاز اس کی لغوی واصطلاحی تعریف کے ذریعے ہوتا ہے تاکہ اس فن میں کماحقہ بصیرت حاصل ہوسکے لہذا کفالتِ عامہ کی تحقیق سے قبل اس کی لغوی واصطلاحی تعریف کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

علم الفقہ میں انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے عموماً تین الفاظ قریب المعنی استعمال کیے جاتے ہیں

1-کفالت

2-نفقات

3-حوائج

کفالت: لغوی واصطلاحی معنی اور مفہوم:

کفالت کے لغوی معنی ذمہ داری، ضمانت اور بار اٹھانے کے آتے ہیں (1)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے اس کی تعریف اس انداز میں فرمائی:

ھی لغۃ الضم قال اللہ تعالی " وکفلھا زکریا " ای ضمھا الی نفسہ وقال علیہ السلام " انا وکافل الیتیم کھاتین " ای ضام الیتیم الی نفسہ (2)

لغۃً بمعنی ملالینا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے " اور زکریا اس کے سرپرست بنے " یعنی اس کو اپنے ساتھ ملالیا اور حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے " میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ان دونوں (انگلیوں) کی طرح قریب ہوں گے " تو معنی یتیم کو اپنے ساتھ ملالینے والا ہے۔

جبکہ علامی شامی رحمہ اللہ اپنی کتاب رد المحتار میں کفالت کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

وشرعا (ضم ذمۃ) الکفیل (الی ذمۃ) الاصیل (3)

یعنی شرعاً کفالت کہا جاتا ہے کہ اصیل سے ہٹا کر کفیل کے ذمہ کوئی کام لگانا یا اصیل کے ساتھ مطالبہ میں کسی اور کو بھی ذمہ دار ٹھہرانا۔ اس لغوی واصطلاحی تعریف کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ مکفول کی کفالت چوں کہ کفیل کے ذمہ ہے اسی لیے نان ونفقہ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے کیوں کہ کفیل اپنے زیرِ کفالت افراد کو کھانے پینے، رہنے سہنے اور دیگر اخراجات میں اپنے ساتھ ملالیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے تو اس پرورش کرنے میں اپنے ساتھ ملالینے کی وجہ سے یہ شخص "کافل" یا "کفیل" کہلائے گا اور جن کی کفالت کرتا ہے وہ "مکفول" کہلائیں اور یہ عمل " کفالت " کہلائے گا۔

نفقات: لغوی و اصطلاحی معنی اور مفہوم:

کفالت کے ہم معنی دوسری اصطلاح نفقہ کی استعمال کی جاتی ہے اس کی تعریف البحر الرائق میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے یوں تحریر فرمائی:

ھی فی اللغۃ ما ینفق الانسان علی عیالہ ونحو ذلک(4)

یعنی ایک انسان اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ نفقہ کہلاتا ہے اور اس کی جمع نفقات ہے اور خرچنے کے اس عمل کو انفاق کہا جاتا ہے۔

جبکہ نفقہ کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے:

واما فی الشریعۃ فذکر فی الخلاصۃ قال ھشام سالت محمدا عن النفقۃ قال النفقۃ ھی الطعام والکسوۃ والسکنی (5)

کہ صاحب خلاصہ اپنی تصنیف میں ذکر کرتے ہیں کہ ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے نفقہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ کھانا، کپڑا اور سکونت دینا یہ نفقہ کہلاتا ہے۔

حوائج: لغوی و اصطلاحی معنی اور مفہوم:

لفظ کفالت کی تیسری ہم معنی اصطلاح "حوائج" ہے یعنی ضروریات۔ اس کی جمع حاجۃ آتی ہے۔

لغوی تعریف:

وھو یطلق علی ما اکرہ علیہ وعلی ما تدعوا الحاجۃ الیہ دعاء قویا کالاکل عند المخمصۃ (6)

یعنی حاجۃ کا لفظ ہر اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہو اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو جیسے سخت بھوک کی حالت میں کھانے کی طلب۔

درج بالا تعریف کے بعد اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ کون سی چیز بنیادی ضروریات میں شامل ہے اور کون سی چیز شامل نہیں ہے چنانچہ صاحب التشریع الاسلامی تحریر کرتے ہیں کہ:

المقاصد الضروریۃ وھی التی تتوقف علیھا حیاۃ الناس الدینیۃ والدنیویۃ بحیث لو فقدت اختلت الحیاۃ الدنیا (7)

یعنی انسان کی بنیادی ضروریات میں وہ تمام امور داخل ہیں جن پر اس کی دینی و دنیوی زندگی کا مدار ہے اور اس کے بغیر اس کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو۔

درج بالا تمام تعریفات کو مد نظر رکھتے ہوئے کفالت عامہ کی جامع تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

"ریاست اسلامیہ کے تمام افراد کو ان کی بنیادی ضروریات زندگی یعنی خوراک، پوشاک، سکونت، بہتر تعلیم، علاج و معالجہ اور سستے انصاف کا بلا تمیز مذہب و نسل فراہم کرنا"(8)

کفالتِ عامہ کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں

قرآن وسنت کی تعلیمات میں معاشرہ کے افراد کی بنیادی ضروریات زندگی کے پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور کفالت کی یہ ذمہ داری صرف عام مسلمانوں کی ہی نہیں ہے بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ ریاست اسلامیہ کے حکمران بھی اس کے ذمہ دار ہیں چنانچہ اس ذمہ داری کو پورا نہ کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے پر سخت وعیدات بیان کی گئی ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من ولاه المسلمين شيئا من امر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم احتجب الله عنه دون صاحبه وخلته وفقره (9)

یعنی جس شخص کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری سونپی گئی اور وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں کوتاہی کا مرتکب ہو تو اللہ رب العزت اس کی ضروریات اور تنگدستی سے مستغنی ہوں گے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ما من عبد استرعاه الله رعية فلم يحطها بنصيحة الا لم يجد رائحة الجنة (10)

جس شخص کو مخلوق خدا کی ذمہ داری دی گئی ہو اور پھر اس نے اس سلسلے میں خیر خواہی کا معاملہ نہ کیا ہو تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

اسلامی نظام معیشت میں کفالتِ عامہ کی ذمہ داری انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامی ریاست کے سپرد کی گئی ہیں، اس کفالتِ عامہ کو سمجھنے کے لیے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

1- انفرادی کفالت

2- اجتماعی کفالت

1-انفرادی کفالت اور اس کی ضرورت واہمیت:

معاشرے کے کمزور اور تنگدست لوگوں کی انفرادی کفالت کو قرآن وسنت میں بڑی شدّ ومدّ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

چنانچہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

1- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ **(11)**

"اے مومنو! ہم نے تمہارے لیے جو کچھ زمین سے پیدا کیا اور تمہاری جو حلال کمائیاں ہیں اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ناجائز و حرام مال کو اللہ کے راستے میں دینے کا قصد نہ کرو کہ اگر یہی چیز تمہیں دی جائے تم اسے چشم پوشی کئے بغیر کسی صورت قبول نہ کرو بلاشک اللہ رب العزت بے نیاز اور تعریف کا مستحق ہے۔"

2- إِن تُبْدُوا۟ ٱلصَّدَقَـٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا ٱلْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّـَٔاتِكُمْ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ **(12)**

"اگر تم اپنے صدقات علانیہ دو تو یہ اچھی بات ہے اور اگر تم اسے فقراء کو چھپا کر دو تو وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا اور اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور اللہ پاک تمہارے کاموں کی خوب خبر رکھتا ہے"

جب کہ احادیث مبارکہ میں بھی اس تصور کو بڑی خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

1- ليس المؤمن الذى يشبع وجاره جائع **(13)**

"وہ شخص کامل الایمان ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کا پڑوسی تو بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھرا ہو"

2- ماامن بى من بات شبعانا وجاره جائع الى جنبه وهو يعلم به **(14)**

"جس شخص نے رات اس طرح سیر ہو کر گزاری ہو کہ اسے اپنے پڑوسی کے بھوکے ہونے کا علم تھا تو گویا وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا"

2-اجتماعی کفالت اور اس کی ضرورت واہمیت:

اسلام نے انفرادی کفالت کے ساتھ ساتھ اجتماعی کفالت پر بھی زور دیا ہے جس کی عمدہ مثال آپ ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ میں بھائی چارہ قائم کرنے کی تھی کہ جب آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنا گھر بار اور کل اثاثہ جات چھوڑ کر ہجرت کی اور اس وقت مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے پاس اتنے وسائل نہیں تھے کہ ان مہاجرین کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کی جا سکیں تو آپ ﷺ نے مدینہ کے باشندوں اور مہاجرین صحابہ کرام کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کرکے اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل فرمایا اور عملی طور پر اجتماعی کفالت کے اس تصور کو امت کے سامنے اجاگر کیا(15) چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَـٰهَدُواْ بِأَمۡوَٰلِهِمۡ وَأَنفُسِهِمۡ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَـٰٓئِكَ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ(16)

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان مہاجرین کو مدینہ میں آباد کیا وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے حمایتی اور دوست ہیں"

چنانچہ مدینہ طیبہ کے انصار صحابہ جو کہ زراعت پیشہ تھے انہوں نے دربار رسالت میں اپنے ان مہاجرین بھائیوں کے لیے یہ پیشکش رکھی کہ "اقسم بیننا وبین اخواننا النخیل " **(17)** "کہ اے نبی! آپ ہمارے ان باغات اور کھیتوں کو ہم انصار اور مہاجرین بھائیوں کے درمیان تقسیم فرمادیں اور ان انصار صحابہ کرام نے اپنی اس پیشکش کو صرف باغات تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ مزید فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان مہاجرین کو اپنی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد میں بھی شریک کرنے پر تیار تھے"

قرآن اور کفالتِ عامہ: مختصر تعارفی جائزہ:

- قرآن کریم میں رشتہ داروں، فقیروں، مسکینوں، سوال کرنے والوں اور قید وبند کی مشقتیں جھیلنے والوں پر خرچ کرنے کی بار بار تاکید گئی ہے:

وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ **(18)**

"جو مال سے محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں پر اور گردنیں چھڑانے کے لیے خرچ کرتے ہیں"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ (19)

"تم رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین و مسافر کو بھی، جو لوگ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں یہ ان کے حق میں بہتر ہے"

ان آیاتِ کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ضرورت مندوں پر خرچ کرنا یہ ان کا حق ہے۔

- نومولود بچے / بچی اور اس کی ماں کی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی اس نومولود کے والد کی ذمہ داری ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ (20) کہ تم اپنی بیویوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اس جگہ رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو"

واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں شوہر کو ان بیویوں کے بارے میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جنہیں وہ طلاق دے کر جدا کرنا چاہتے ہوں کہ شوہر طلاق کی عدت کے دوران ان کی کفالت کا پابند ہو گا تو عام حالات میں بیوی اپنی کفالت کی بطریق اولی استحقاق رکھے گی۔

- دین اسلام میں والدین کے حق کے بارے میں اس سے زیادہ کیا تاکید ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے حق کے ساتھ والدین کے حق کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور حسن سلوک کا یہ حکم صرف مسلمان والدین کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر خدانخواستہ والدین غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن معاملگی کی تاکید ہے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے والدین کی اس بڑھاپے کی حالت میں ان کے کھانے، پینے، رہائش اور دیگر تمام ضروریات کا بہتر طور پر خیال رکھا جائے چنانچہ قرآن کریم میں ہے: وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (21) "تم دنیا میں معروف طریقے سے والدین کے ساتھ سلوک کرو"

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وضاحت نظام النفقات میں یوں کی گئی ہے:

ومن الاحسان الى الوالدين ان يقوم الولد بمايحتاجان اليه من نفقة وكسوة وسكنى وسائر حاجات المعيشة ومن المصاحبة بالمعروف ومواساتهما والقيام بحاجاتهما (22)

"یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بہتر صورت یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کے روزمرہ کے اخراجات، لباس، سکونت اور دیگر تمام بنیادی ضروریات فراہم کرے اور اچھے برتاؤ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کرتے ہوئے ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھے"

عدمِ انفاق پر قرآنی وعیدیں:

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے جہاں اپنے راستے میں خرچ کرنے پر خوشخبریاں سنائیں وہیں بخل و کنجوسی کرنے والے کے لیے سخت ڈراوا بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنزتُمْ لأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنزونَ (23)

"جو لوگ سونا و چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو اے نبی آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادیں کہ جس دن وہ جمع شدہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان کے ماتھوں، ان کی کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا تو اب اپنے جمع شدہ خزانہ کا مزہ چکھو"

احادیثِ نبویہ اور کفالتِ عامہ کا تصور:

قرآن کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ نبی آخر الزمان ﷺ نے اپنے قول و فعل سے بھی کفالت عامہ کی تلقین فرمائی ہے اس حوالے سے چند احادیث نبویہ ملاحظہ ہوں:

- اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورا کرنے والے شخص کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

اذا انفق المسلم نفقة على اهله وهو يحتسبها كانت له صدقة (24)

"یعنی مسلمان شخص جب ثواب کی امید رکھتے ہوئے اپنا مال اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے"

اس حدیثِ مبارکہ میں "اھل" کے لفظ کی تشریح ملا علی قاری رحمہ اللہ یوں کرتے ہیں:

(على اهله) اى : من الزوجة والاقارب (25)

چنانچہ ان رشتہ داروں پر خرچ کرنے کی عملی مثال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ میں ملتی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما نزلت هذه الایة " لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون " قال ابو طلحه اری ربنا یسئلنا من اموالنا فاشهدک یا رسول الله انی قد جعلت ارضی بیر حاء لله قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اجعلها فی قرابتک قال فجعلها فی حسان بن ثابت وابی بن کعب (26)

کہ جب **"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"** یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے رب نے ہم سے ہمارے مالوں کا سوال کیا ہے تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا بیر حاء والا باغ اللہ کی رضا کے لیے وقف ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے تم اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو، چنانچہ انہوں نے آپ کی اس ہدایت کے مطابق یہ باغ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان تقسیم فرمادیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ:

افضل الصدقة ماترک غنی والید العلیا خیر من الید السفلی وابدا بمن تعول (27)

"سب سے افضل صدقہ وہ ہے کہ جو آدمی اپنی مالداری کو برقرار رکھتے ہوئے کرے اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے اور خرچ کرنے میں ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو"

- لڑکیوں کی کفالت کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من کانت له ثلاث بنات او ثلاث اخوات او بنتان او اختان فاحسن صحبتهن واتقی الله فیهن له الجنة (28)

کہ جس شخص کی تین یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ اچھے انداز میں ان کی پرورش کرے اور ان کی (حق تلفی کے بارے میں) اللہ سے ڈرتا رہے تو اس شخص کے لیے جنت ہے۔

- بیواؤں اور مساکین کی کفالت کے بارے میں فرمایا:

الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل الله او القائم اللیل الصائم النهار (29)

یعنی بیوہ اور حاجتمند کی ضروریات کو پورا کرنے کی تگ ودو کرنے والا شخص رات بھر شب بیداری کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کی مانند ہے۔

- یتیموں کی کفالت کے بارے میں فرمانِ نبوی ہے:

انا وکافل الیتیم فی الجنۃکھاتین واشار باصبعیہ یعنی السبابۃ والوسطی (30)

یتیم کی پرورش کرنے والا شخص اور میں جنت میں اس طرح قریب ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں (ایک دوسرے کے قریب) ہیں یہ بات فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے دکھایا۔

- پڑوسیوں کی کفالت کے بارے میں ارشادِ گرامی ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم جارہ (31)

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ پڑوسی کا اکرام کرے۔

- مہمان کی کفالت کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ یومہ ولیلتہ الضیافۃ ثلاثۃ ایام وما بعد ذلک فھو صدقۃ (32)

جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے اور اس مہمان کے لیے عام معمول سے ہٹ کر کھانے پینے کے انتظام کرنے کا حق ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمان نوازی کی مدت تین دن تک ہے اس کے بعد میزبان جو کچھ اس کی مہمان نوازی میں خرچ کرے گا تو اس کو صدقہ کے برابر ثواب ملے گا۔

- عمومی کفالت کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ:

مامن مسلم غرس غرسا فاکل منہ انسان او دابۃ الا کان لہ بہ صدقۃ (33)

جس کسی مسلمان نے کوئی درخت لگایا اور پھر کسی انسان یا جانور نے اس سے کھایا تو وہ اس درخت لگانے والے کے حق میں صدقہ ہے۔

ایمامسلم کسی مسلما ثوبا علی عری کساہ اللہ من خضر الجنۃ وایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ وایما مسلم سقی مسلما علی ظماء سقاہ اللہ من الرحیق المختوم (34)

یعنی جو مسلمان شخص کسی دوسرے برہنہ مسلمان کو کپڑے پہنائے تو اللہ تعالی اسے جنت کا سبز لباس پہنائیں گے اور جو کسی مسلمان کو اس کی بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے تو اللہ تعالی اسے جنت کے پھل عطا فرمائیں گے اور جو مسلمان پیاس کی حالت میں کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے اللہ تعالی اسے جنت کے خاص چشمہ "رحیق مختوم" سے پانی پلائیں گے۔

یہودیت اور نظام کفالت: مختصر تعارفی جائزہ

قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے اور مختلف آسمانی صحیفوں سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ جس طرح نماز ہر مذہب کی جز لاینفک تھی بالکل اسی طرح زکوۃ بھی تمام آسمانی مذاہب کا لازمی حصہ رہی ہے، بنی اسرائیل سے خدا کا جو عہد تھا اس میں نماز اور زکوۃ دونوں تھیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (35)

یعنی (ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا) کہ تم نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو

تورات کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل پر زمین کی پیداوار اور جانوروں میں ایک عشر یعنی دسواں حصہ دینا لازم تھا(36)

نیز ہر بیس سال یا اس سے زیادہ عمر والے پر خواہ وہ امیر ہو یا غریب آدھا مثقال دینا واجب تھا(37)

ساتھ ہی گرا پڑا اناج، کھلیان کی منتشر بالیں اور پھل والے درختوں میں کچھ پھل چھوڑ دیتے تھے جو مال کی زکوۃ ہوتی تھی اور یہ عملاً ہر تیسرے سال واجب الادا تھی۔ یہ رقم بیت المقدس کے خزانہ میں جمع کی جاتی تھی، اس کا ساٹھواں حصہ مذہبی عہدہ داروں کو دیا جاتا تھا جب کہ دسواں حصہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد کو ملتا تھا اور ہر تیسرے سال میں دسواں حصہ بیت المقدس کے حاجیوں کی مہمانی کے لیے رکھا جاتا تھا، اسی مد سے عام مسافروں، غریبوں، بیواؤں اور یتامیٰ کو روزانہ کھانا پکا کر تقسیم کیا جاتا تھا اور نقد آدھے مثقال والی زکوۃ کی رقم جماعت کے خیمہ یا مسجد بیت المقدس کے مصارف اور قربانی کی ظروف وآلات کی خریداری کے لیے مختص کی جاتی تھی۔(38)

تورات کے زمانے میں چوں کہ دولت زیادہ تر صرف زمین کی پیداوار اور جانوروں کے ریوڑ کی شکل میں ہوتی تھی تو اس لیے ان ہی دو چیزوں کی زکوۃ کا زیادہ ذکر تورات میں آیا ہے، سونا چاندی اور ان کے سکوں کی چوں کی قلت تھی اس وجہ سے ان کی زکوۃ کا ذکر ایک دو جگہ ہوا ہے۔

اسی بناء پر یہودیوں نے نقد زکوۃ کو زیادہ اہمیت نہیں دی، علاوہ ازیں زکوۃ کی مدتِ تعین کہ وہ ہر سال یا دوسرے سال یا تیسرے سال واجب الادا ہو گی اس کی صراحت نہیں ملتی۔ نیز کہ اس زکوۃ کا مصرف کیا ہے؟ اس کی تفصیل بھی تورات میں مذکور نہیں ہے۔

- یہود جو اپنی پوری تاریخ میں اخلاقی انحطاط کے ساتھ حرص وطمع کے لیے ہمیشہ سے مشہور چلے آرہے ہیں ظاہر ہے کہ عورتوں کے ساتھ وہ کیسے انصاف کر سکتے تھے جب کہ عورت پر کسی مالی نفع کے بجائے صرف خرچ ہی کیا جاتا ہو اس لیے ان کے ہاں

بیٹیوں کا درجہ بیٹوں سے کم بلکہ نوکروں سے بھی بدتر تھا بھائیوں کی موجودگی میں اسے میراث کا حق نہ تھا حتی کہ باپ اسے فروخت بھی کر سکتا تھا، وہ عورت کو گناہ کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں اور ان کے خیال میں (نعوذ باللہ) اماں حوّا شیطان کی آلہ کار تھیں جن کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا۔

ٹرٹیلین ایک موقع پر خواتین سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے:

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تم سب حوّا کی بیٹی ہو، اسی لیے خدا کا حکم تم پر آج قائم رہے گا اور تمھارا جرم باقی رہے گا، تم بھی شیطان کا دروازہ اور شجرِ ممنوعہ کو استعمال کرنے والی، خدا کی پہلی مخالفت کرنی والی ہو، تم ہی وہ ہو جنہوں نے خدائی مرقع کو اس آسانی کے ساتھ میٹ دیا(39)

یہودیوں کی نگاہ میں ہر عورت شیطان کی سواری ہے اور وہ بچھو ہے جو ضروری طور پر ہر انسان کو ڈنک مارنے کی فکر میں رہتی ہے، عورتوں کے بارے میں ان کے یہ تصورات ان کے عقیدہ کے جزو بن چکے تھے وہ اپنی مجالس میں اس طرح کے سوالات کرتے کہ کیا عورتوں کو بھی مردوں کی طرح خدا کی عبادت کا حق ہے؟ کیا وہ بھی جنت اور آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتی ہیں؟ کیا ان میں انسان کی طرح ابدی روح پائی جاتی ہے؟ یہ سوالات آگے جا کر مستحکم عقیدہ کی شکل اختیار کر گئے جس کے نتیجے میں وہ یہ سمجھنے لگے کہ وہ انسان نہیں بلکہ خدمت کے لیے انسان نما حیوان ہے لہذا اسے ہنسنے، بولنے اور عام مواقع میں گفتگو سے روک دینا چاہیے اس لیے کہ وہ شیطان کا دروازہ ہے(40)

تورات کی تعلیمات کی روشنی میں ایک عبرانی شخص کسی دوسرے عبرانی شخص کو تین طریقوں میں کسی ایک طریقے سے غلام بنا سکتا تھا:

1- کوئی غریب شخص غربت کے باعث قرض ادا نہ کر سکے تو امیر کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اس غریب کی طرف سے قرض ادا کرے اور اس کو اپنا غلام بنا لے۔

2- کسی نے چوری کی اور وہ چوری شدہ مال کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو جس شخص کی چور نے چوری کی اسے یہ حق حاصل تھا کہ وہ اسے کسی امیر کے ہاتھ فروخت کر دے اور وہ امیر آدمی اسے اپنی غلامی میں لے لے۔

3- والدین کسی بھی وجہ سے اپنی اولاد کو فروخت کر سکتے تھے۔(41)

- یہودیوں کے ہاں دینی و دنیوی شرف اور عزت کا انحصار مالداری پر تھا یہی وجہ ہے کہ جب ایک موقع پر یہودیوں کے اپنے مطالبہ پر حضرت طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا گیا تو یہود کو ان کی حکمرانی سخت ناگوار گزرنے لگی اور وہ کہنے لگے:

أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ **(42)**

اس کی ہم پر حکومت کیوں کر ہو سکتی ہے بلکہ اس سے زیادہ تو حکومت کے ہم حقدار ہیں اور اس کو مال کی وہ وسعت بھی نہیں ملی۔

- یہودیت میں دیگر الہامی و غیر الہامی مذاہب کی طرح اگرچہ رہبانیت کی تعلیم تو نہیں دی گئی لیکن یہودی مذہب کی تعلیمات میں دنیا کی اکثر چیزوں میں عدم افادیت کے تصور کا ذکر ملتا ہے مثلا:

تیری گائے، بیل، بھیڑ، بکری کے پہلے جو نر بچے پیدا ہوں ان سب کو خدا کے لیے مخصوص کر دے تو اپنے بیل کے پہلے بچے سے کام نہ لے اور نہ ہی اپنی بھیڑ کے پہلے بچے کے بال کتر (43) تو مختلف بناوٹوں کا کپڑا جیسے اونی اور مخمل ملا ہوا مت پہن (44)

اسی طرح یہودیوں کے ہاں گناہوں کے کفارہ میں بیل، بھیڑ، بکری یا ان کی عدم دستیابی میں کبوتر وغیرہ کو جلانے کا حکم دیا گیا ہے لیکن اسلامی شریعت میں ان چیزوں کو محتاجوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس طرح کسی غریب آدمی کی عارضی کفالت ہو سکے۔

عیسائیت اور نظام کفالت: مختصر تعارفی جائزہ

مذہبِ یہودیت کی طرح مذہبِ عیسائیت میں بھی زکوۃ مشروع تھی قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صراحۃً اس کا تذکرہ ملتا ہے چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام کا قول منقول ہے:

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا **(45)** یعنی اللہ نے مجھے زندگی بھر نماز پڑھنے اور اور زکوۃ ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام نے شریعتِ موسوی میں کے ان ظاہری قواعد میں کوئی ترمیم نہیں فرمائی بلکہ ان کی روحانی کیفیت پر زیادہ زور دیا۔ جیسا کہ انجیل لوقا میں ہے کہ:

کہ جو اپنا عشر (زکوۃ) ریا، نمائش اور فخر کے لیے ادا کرتا ہے تو اس سے وہ شخص بہتر ہے جو اپنے قصور پر نادم ہے (46)

حضرت عیسی علیہ السلام نے لوگوں کو ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ ہو وہ خدا کی راہ میں لُٹا دے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گزر جانا آسان ہے مگر دولتمند شخص کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے (47) ساتھ ہی انہوں نے خود اپنی طرف سے اور اپنے رفیق کی طرف سے ناداری کے باوجود آدھے مثقال والی زکوۃ ادا کی (48) عیسوی مذہب میں اللہ کی راہ میں گو سب کچھ دینے کا حکم تھا مگر یہ حکم ہر ایک کے لیے موزوں نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہی ہر شخص اس حکم پر عمل کر سکتا تھا۔

- اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عیسوی مذہب میں معاشی کفالت اور ان کے ذرائع کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی بلکہ اس مذہب کی تعلیمات سے جو تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اس مذہب میں اپنے پیروکاروں کو بار بار رہبانیت کا درس دیا گیا ہے چنانچہ انجیل متی میں ہے:

تم خدا اور دولت کی خدمت نہیں کر سکتے اس لیے میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کریں کہ ہم کیا کھائیں گے ؟ کیا پئیں گے ؟ اور کیا پہنیں گے ؟ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا میں اڑتے پرندوں کو دیکھو کہ نہ جوتتے ہیں اور نہ کاٹتے ہیں نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو انہیں بھی تمہارا آسمانی باپ کھلاتا ہے کیا تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے (49)

مسیحیت میں سرمایہ دارانہ نظام کو ناپسند کیا گیا ہے لیکن اقتصادی نظام کے حوالے سے صرف ترغیب و تلقین کے علاوہ کوئی قانونی و عملی حیثیت مذکور نہیں کہ جسے سامنے رکھ کر معاشی اور کفالتی نظام کو صحیح انداز میں مرتب کیا جا سکے بلکہ اس کے برعکس اس میں صرف رہبانیت اور دنیا کشی پر زور دیا گیا ہے کہ ایک دیندار انسان کو بہترین دین دار اور جماعتی زندگی میں کسی بہتر مالی نظام کو قائم کرنے کی اس میں مطلقاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

- عیسوی مذہب میں نوکروں کے ساتھ برہمنیت اور یہودیت کی طرح بُرا برتاؤ تو نہیں کیا جاتا لیکن نوکر کو اس قابل بھی نہیں سمجھا جاتا کہ اس کا شکریہ ادا کیا جائے (50) غلاموں کو آزاد کرنے کے حوالے سے انجیل خاموش ہے بلکہ عیسائیت کے آنے پر غلاموں کی حالت یورپ میں پہلے سے بدتر و ابتر ہو گئی

عیسائی مولف ایل ڈی ایگیٹ رقمطراز ہیں:

حضرت مسیح کی تعلیمات میں غلامی کی صاف طور پر کہیں بھی مذمت نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ غلامی کا مخالف گروہ اپنی تائید میں انجیل کی کسی ایک آیت کو بھی پیش نہیں کر سکتا اس کے برخلاف غلامی کا حامی اپنی تائید میں انجیل کے اصل متن سے استدلال کر سکتا ہے (51)

انجیل میں غلاموں کی آزادی کا حکم نہیں ملتا اور نہ اس کے ساتھ حسنِ معاشرت کی تلقین کی گئی ہے بلکہ اس کے برعکس غلاموں کو بار بار تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنے آقاؤں کی اطاعت کریں اور ان کے حکم سے سرِ موانحراف نہ کریں۔

- خواتین سے متعلق عیسائیت میں یہ تصور ہے کہ عورت نے آدم کو جنت سے نکلوایا ہے۔ چنانچہ عورت کو عیسائیت میں بہکانے والی نظر سے دیکھا گیا ہے کہ یہ آدم کو زمین پر لانے کی ذمہ دار ہے اور دوسرے درجہ کی حیثیت رکھتی ہے، بائبل میں آدم وحوّا کے واقعہ سے متعلق یوں تحریر ہے کہ حوّا کو شیطان نے بہکایا اور اس نے آدم کو، اس بناء پر عیسائیت میں عورت کو گناہ اور بدی کی جڑ

قرار دیا جاتا ہے، ہر مصیبت کا محرّک، شیطان کے آنے کا دروازہ اور دوزخ کا راستہ بتایا گیا ہے اور دنیا پر لعنت ملامت نازل کرنے والی قرار دیا گیا ہے۔

Tirtulion عیسائیت کی ایک ممتاز شخصیت عورت کے متعلق یہ نظریہ ظاہر کرتا ہے کہ:

وہ شیطان کا دروازہ، شجرِ ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی، خدا کے خلاف ورغلانے والی اور مرد کو غارت کرنے والی ہے (52)

ان ذکر کردہ تمام تفصیلات کے ساتھ ساتھ آخر میں یہ بات بھی قابلِ وضاحت ہے کہ یہودیت و نصرانیت اپنے عہد اولین میں کفالتی ذمہ داریوں سے آزاد تھے انہوں نے اپنی معاشی کفالت انبیاء کے کاندھوں پر ڈالی ہوئی تھی چنانچہ یہود کے لے منّ وسلویٰ اور نصاریٰ کے لیے مائدہ تیار آتا تھا، یہ تمام تفصیلات قرآن کریم میں مذکور ہیں تو جس قوم کے پاس کھانے پینے کی اشیاء غیب سے آتی ہوں تو اس کو معاشی کفالت کے لیے بھاگ دوڑ کی ضرورت کیوں کر محسوس ہو سکتی ہے؟ اور پھر اس کے لیے قواعد وضوابط مرتب کرنے کی چنداں ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔

الہامی مذاہب میں نظام کفالتِ عامہ اور خدمت خلق کا تقابلی تجزیہ:

گذشتہ سطور میں کفالت عامہ سے متعلق اسلام، یہودیت اور نصرانیت کی تعلیمات کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے اب ان تعلیمات کا تقابلی تجزیہ پیش کرنے سے قبل اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دراصل کفالت "معیشت" کا مترادف ہے یعنی پہلے کمانا اور پھر اس کو مختلف مراحل میں مخلوق کی فلاح وبہبود کے لیے خرچ کرنا۔

بدقسمتی یہ ہے کہ دین اسلام کے علاوہ ہر مذہب اور نظام نے انسان کو یا تو عضوِ معطل کی طرح کسبِ معاش سے روک دیا اور بھوک، پیاس اور افلاس کو زندگی کی معراج قرار دیا یا فقط کما کما کر دولت کے انبار لگانے کی ترغیب دی اور دوسروں کی فلاح وبہبود میں خرچ کرنے کو قطعاً گوارا نہیں کیا بلکہ دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر سود پر دولت کمانے کی ترغیب دی گئی ہے نیز خواتین کو حقوقِ نسواں کے نام پر دھوکہ دیا گیا اور اس نعرہ کی آڑ میں ان کے حقوق اور خود ان کا استحصال کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی خلقِ خدا میں معاش کے لیے فرقِ مراتب قائم کیے گئے، گورے کالے کی تفریق ڈالی گئی، ذات پات، اونچ نیچ کے بیج بوئے گئے، آزاد انسان کو غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا اور مقروض کا قرض ادا کر کے اسے اپنا دائمی غلام بنایا گیا خصوصاً خواتین کو بھیڑ بکریوں کی طرح منڈیوں میں لا کر فروخت کیا گیا، والدین کو اولڈ ہومز میں ڈال دیا گیا اور بچوں کو نرسری میں داخل کرا دیا گیا، بیوی کو خود کما کر اپنی معاشی کفالت

کے لیے مجبور کیا گیا غرض یہ کہ باپ اولاد کی کفالت کا ذمہ دار نہیں اور اولاد والدین کی کفالت کی ذمہ دار نہیں، شوہر بیوی کی معاشی کفالت سے دستبر دار اور بیوی اپنی معاشی کفالت میں خود مختار، غرض معاشی کفالت کے بارے میں افراط و تفریط کا رویہ اپنایا گیا ہے۔

لیکن اسلام وہ واحد مذہب ہے کہ جس نے دولت کمانے سے زیادہ لوگوں پر خرچ کرنے کی تلقین کی، دولت کے اکتناز کو جرم قرار دیا، بخل کی مذمت کی اور عملی طور پر لوگوں کے دلوں میں ایسا جذبہ ایمانی پیدا کیا کہ مسلمان اپنی کمائی ہوئی دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں سالانہ اربوں روپوں کی زکوۃ نکالی جاتی ہے اور جب کہ دیگر صدقات وعطیات علاوہ ازیں ہیں اور یہ سب اسلامی تعلیم کی برکات ہیں۔

زکوۃ وصدقات کا ایک بڑا حصہ غرباء، فقراء، مساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کیا جاتا ہے یہ سب افراد معاشرہ کا وہ طبقہ ہے جس کے ساتھ تمام مذاہب نے ہمدردی کی ہے اور اسکی تسلی کے لیے بڑے خوش آئند الفاظ استعمال کیے ہیں لیکن معاشرہ کے اس طبقے کی زندگی کی یہ تلخیاں محض زبانی کلامی تسلیوں سے دور نہیں ہو سکتیں

محمد عربی ﷺ نے اس طبقہ کے ساتھ اپنی عملی ہمدردی کا ثبوت دیا اور ان کی تکالیف کو کم کرنے کے لیے عملی تدابیر نافذ فرمائیں، خود اپنی زندگی غرباء اور مساکین کی صورت میں بسر فرمائی اور آپ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: **"اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین "** کہ اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مساکین ہی کے زمرہ میں میرا حشر فرما۔

آپ ﷺ کے گھر کا چبوترہ "صُفّہ" معاشرہ کے ان کمزور افراد کی درسگاہ بھی تھی اور رہائش گاہ بھی تھی اور یہی افراد آپ کی مجالس کے مقربین اور جہادی معرکوں کے مخلص جانباز تھے۔ آپ ﷺ نے فضیلت کا معیار دولت و امارت کو قرار دینے کے بجائے نیکی و پرہیز گاری کو قرار دیا اور پھر ان غرباء و فقراء کو خوشخبری بھی دی کہ وہ لوگ جن کو اللہ کے سامنے اپنی دولت کا حساب نہیں دینا وہ دولتمندوں سے 40 سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے (53)

مذہبِ اسلام نے ان روحانی تسلیوں کے ساتھ مزید یہ کام کیا کہ معاشرہ کے اس کمزور طبقہ کے مصائب کو کم کرنے کی عملی تدابیر کو اختیار کیا جن کو صدقہ اور زکوۃ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اس عملی ہمدردی اور اعانت کو صرف اخلاقی ترغیب تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے لیے ایک کام تو یہ کیا ہر مسلمان کو یہ تلقین کی کہ اخلاقاً جس سے جتنا ہو سکے اپنی دولت کو غرباء، فقراء اور مساکین پر خرچ کرے قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے انفاق کہا جاتا ہے لیکن چونکہ انفاق کی یہ تلقین کوئی لازمی حکم نہیں بلکہ اختیاری ہے لہٰذا دوسرا کام یہ کیا کہ ایک خاص مقدار متعین کر کے مالک پر ایک ایسا قانونی محصول عائد کیا کہ جس کا ہر سال ادا کرنا اس کا مذہبی فرض ہے اور اس مد میں جمع ہونے والی مجموعی رقم کا ایک بڑا حصہ غرباء اور محتاجوں کی اعانت کے لیے مختص کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس

تعلیم کو ایک ناقابل تغیر دستور العمل کے طور پر امت کے سپرد فرمایا، پھر ان غرباء کی امداد میں بھی قرابت داروں کو ترجیح دی گئی ہے اب اس سے یہ سمجھنا کہ اگر قرابت داروں کو ترجیح دی گئی ہے تو دوسرے غرباء کا حق کون ادا کرے گا؟ ایک قسم کا مغالطہ ہے اس لیے کہ دنیا میں ہر انسان کسی نہ کسی انسان کو رشتہ دار ضرور ہے تو اگر ہر شخص اپنے رشتہ داروں کی خبر گیری کرے تو تمام انسانوں کی خبر گیری ہو جائے گی، قرابت داروں کے بعد سب سے اہم مصرف معذور و مفلوج افراد کی مدد کرنا، یتامی اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا ہے جو اپنی محنت اور کوشش کے باوجود اپنے لیے روزی کا سامان نہیں کر پاتے(54)

اسلام نے فقط انفرادی معاشی اصلاحات نہیں کیں بلکہ ہر اس مفسدہ کو ختم کیاہے جس کی وجہ سے لوگوں میں معاشی ناہمواریاں پیدا ہوں اور معاشرے کے چند افراد دولت کے ٹھیکیدار بن جائیں اور باقی اکثریت بھوک، فقر وفاقہ اور افلاس کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں اسلام نے آمدنی کے ناجائز ذرائع کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔ سود، قمار، سٹہ کے ذریعہ حاصل ہونے والی دولت کو ناجائز اور حرام قرار دیا اوراس کے ساتھ ساتھ سرمایہ داروں سے غریبوں تک دولت پہنچانے کے لیے اسلام نے سرمایہ دار پر زکوۃ جیسے بہت سے اخراجات لازم کیے جو اس کا غریب پر احسان نہیں بلکہ اس مال پر واجب ہونے والا حق ہے جسے بزورِ قانون وصول کیا جاسکتا ہے ،زکوۃ کے علاوہ عشر، خراج، صدقۃ الفطر، قربانی، کفارات، نفقات، وصیت اور وراثت جیسی چھوٹی بڑی مدات ہیں جن کے ذریعے سے ان مفلس اور نادار لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔

ان قانونی پابندیوں کے ساتھ اسلام نے ایک مسلمان کی فکری تربیت اس انداز میں کی ہے کہ وہ سنگدلی، کنجوسی، بے رحمی اور خود غرضی کے بجائے ہمدردی، فراخ دلی، سخاوت جیسی عمدہ صفات سے متصف ہو۔

خلاصہ بحث:

خلاصہ یہ ہے کہ تمام الہامی مذاہب میں انفاق فی سبیل اللہ، خدمتِ خلق اور اس پر اجر وثواب کے ترتب کا تصور موجود ہے جس کی قرآن کریم اور دیگر مختلف آسمانی صحیفوں میں تائید بھی موجود ہے کہ زکوۃ تمام الہامی مذاہب کا لازمی حصہ رہی ہے۔ لیکن حضرت موسی وعیسی علیہا السلام کی نبوت چونکہ مخصوص وقت اور محدود زمانے کے لیے تھی اور مرورِ زمانہ کی وجہ سے ان کی تعلیمات تحریف و تبدل کا شکار بھی ہو گئیں تو مذہبِ یہودیت و نصرانیت کی تعلیمات میں وہ آفاقیت، جامعیت اور ابدیت مفقود ہے جو کہ شریعتِ محمدیہ کی تعلیمات کا لازمی خاصہ ہے۔

نیز مذہبِ عیسائیت نے اپنے پیروکاروں کو رہبانیت کی تعلیم دی جبکہ مذہبِ یہودیت میں اکثر چیزوں کی عدم افادیت کا تصور ملتا ہے اور صدقات و کفارہ کے طور پر دی جانے والی اشیاء کو غرباء و مساکین پر خرچ کرنے کے بجائے اس کی قبولیت کے لیے آسمانی آگ

سے جلائے جانے کا ذکر ملتا ہے لیکن شریعت محمدیہ نے زکوۃ وصدقات کو اغنیاء سے وصول کر کے فقراء پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ کسی غریب اور مفلوک الحال شخص کی عارضی کفالت ہو سکے جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: **تؤخذ من اغنیائھم و ترد علی فقرائھم(55)**

اسی طرح یہودیت ونصرانیت اپنے ابتدائی دور میں ایک دوسرے کی کفالتی ذمہ داریوں سے آزاد تھے کہ یہود کے لیے منّ وسلویٰ اور نصاریٰ کے لیے مائدہ تیار آتا تھا لہذا انہوں نے ابتداءً معاشی کفالت کے لیے نہ جدوجہد کی اور نہ ہی اس کے لیے کوئی قواعد وضوابط مرتب کیے جبکہ اسلام میں معاشی کفالت اور خدمت خلق کے لیے زکوۃ، عشر وخراج وغیرہ کی وصولی اور اس کے مصارف کے اصول وضابطے متعین ہیں اور رحمۃ للعالمین ﷺ نے پہلی اسلامی ریاست مدینہ منورہ میں اس کو عملاً نافذ فرمایا، سرمایہ دار کی آمدنی کی ناجائز مدات کو ختم کیا اور دوسری طرف اس کے اخراجات میں اضافہ کر کے اس کی دولت کے بہاؤ کا رخ معاشرے کی طرف پھیر دیا ،افسوس کہ آج کی دنیا میں یہ ساری باتیں صرف " نظریہ "ہو کر رہ گئیں ہیں اور عملی طور پر کفالت اور معیشت کا یہ بے داغ اور صاف ستھرا نظام دنیا میں کہیں نافذ نہیں ہے لیکن اگر اس معاشی اور تکافلی نظام کے نتائج دیکھنے ہوں تو تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کا مطالعہ کیجئے کہ جب صدقہ دینے والا اپنے ہاتھ میں روپیہ لے کر نکلا کرتا تھا تو کوئی اسے قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا تھا۔

تجاویز وسفارشات:

1- اسلامی حکومت کے آمدن و اخراجات کی تمام مدات شریعت مطہرہ کی رو سے حلال ہوں، خلافِ شریعت اور حرام نہ ہوں۔

2- حکومت اپنے اخراجات میں سادگی، میانہ روی اور کفایت شعاری کو اپنائے تاکہ بیرونی قرضوں پر انحصار کم سے کم ہو اور اپنے ملکی وسائل کو کام میں لا کر قلیل آمدنی والے افراد کا خیال رکھتے ہوئے انہیں روزگار کے ایسے مواقع فراہم کیے جائیں کہ وہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنے میں خود کفیل ہو سکیں۔

3- حکومت اپنے اخراجات کے حوالے سے عام شہریوں اور بالخصوص غرباء کو سرفہرست رکھے کہ اسلامی نظام مالیات میں ٹیکس وصولی کا مقصد امراء کی دولت کو بذریعہ ٹیکس غرباء تک پہنچانا ہے تاکہ اسلامی حکومت کا کوئی شہری بلا تمیز مذہب ونسل محروم المعیشت نہ رہے۔

4- سرکاری شعبہ مالیات میں ایسے اہل افراد کا تقرر کیا جائے جو امانت دار اور دیانتدار ہوں تاکہ وہ قوم کی اس امانت کو قوم کی فلاح وبہبود کے لیے امانت سمجھ کر خرچ کریں

5- سائنس و ٹیکنالوجی کو فروغ دیتے ہوئے مختلف ہنروں کے عملی تربیتی ادارے قائم کیے جائیں تاکہ لوگ ان اداروں سے ہنرمند بن کر نکلیں اور ملکی معاشی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

حوالہ جات

(1) فیروزالدین، مولوی/ فیروز اللغات، کراچی، فیروز سنز، ص1017

(2) محمد ابن عابدین، رد المحتار، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی ص281، ج5

(3) محولہ بالا

(4) شیخ زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ص183، ج4

(5) محولہ بالا: ص183، ج4

(6) علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامی، ص260

(7) محولہ بالا

(8) طاہر القادری، ڈاکٹر/ اقتصادیات اسلام، منہاج القرآن پرنٹر، لاہور، ص499

(9) ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی، امام/ السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفیٔ، باب فیما یلزم الامام من الامر الرعیۃ والحجبۃ عنہ، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث2948، ص240، ج3

(10) محمد بن اسماعیل البخاری، امام/ الجامع الصحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث 7150، ص64، ج9،

(11) البقرۃ:267

(12) البقرۃ:271

(13) محمد بن اسماعیل البخاری، امام/ الادب المفرد، باب لایشبع دون جارہ، لاہور، مکتبہ اسلامیہ، رقم الحدیث112، ص90

(14) طاہر القادری، ڈاکٹر / اقتصادیات اسلام، منہاج القرآن پرنٹر، لاہور، ص 503

(15) الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد / المعجم الکبیر، قاہرہ، مکتبہ ابن تیمیہ، ص259، ج1

(16) الانفال:72

(17) محمد بن اسماعیل البخاری، امام / الجامع الصحیح البخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب اذا قال اکفنی مئونۃ النخل، شرکۃ دار العربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث 2325، ص104، ج3

(18) البقرۃ:177

(19) الروم:38

(20) الطلاق:6

(21) لقمن:15

(22) احمد ابراہیم، نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیۃ، قاہرہ، دار المعارف، ص 51

(23) التوبۃ:34-35

(24) محمد بن اسماعیل البخاری، امام / الجامع الصحیح البخاری، کتاب النفقات، شرکۃ دار العربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث 5351، ص62، ج7

(25) علامہ علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ص423، ج4

(26) مسلم بن حجاج القشیری، امام / الصحیح المسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین، شرکۃ دار العربیہ لتقنیۃ المعلومات ، الحدیث 998، ص79، ج3

(27) محمد بن اسماعیل البخاری، امام / الصحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقۃ علی الاھل والعیال، شرکۃ دار العربیہ لتقنیۃ المعلومات ، رقم الحدیث 5355، ص63، ج7

(28) محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی، السنن الترمذی، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث1916، ص478، ج3

(29) محمد بن اسماعیل البخاری، امام / الصحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقۃ علی الاھل والعیال، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث5353، ص62، ج7

(30) محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی، السنن الترمذی، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی رحمۃ الیتیم وکفالتہ، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث1918، ص479، ج3

(31) محمد بن اسماعیل البخاری، امام / الصحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث6019، ص11، ج8

(32) ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی، امام / السنن، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی الضیافۃ، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث3748، ص84، ج4

(33) محمد بن اسماعیل البخاری، امام / الصحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث6012، ص10، ج8

(34) ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی، امام / السنن، کتاب الزکوۃ، باب ما جاء فی فضل سقی الماءٔ، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث 1682، ص214، ج2

(35) البقرۃ:43

(36) احبار:27، 30، 32

(37) خروج:30، 13، 15

(38) ایضا:30، 38، 26

(39) حافظ محمد ثانی، ڈاکٹر / محسن انسانیت اور انسانی حقوق، کراچی، دارالاشاعت، ص340

(40) شمس تبریز خان، مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی نظام، لکھنؤ، مجلس نشریات اسلام، ص188-189

(41) اکبر آبادی، سعید احمد، مولانا/ اسلام میں غلامی کی حقیقت، لاہور، مکہ بکس، ص38

(42) البقرۃ:247

(43) بائبل استثناء: باب نمبر15:19

(44) ایضا: باب نمبر9:22

(45) مریم:13

(46) انجیل لوقا10:18

(47) انجیل متی:24:19

(48) انجیل متی:24:17

(49) ایضا:24تا26

(50) انجیل لوقا: باب نمبر7:17تا9

(51) حافظ محمد ثانی، ڈاکٹر/ محسن انسانیت اور انسانی حقوق، کراچی، دارالاشاعت، ص469

(52) مصطفی السباعی، ڈاکٹر/ المراۃ بین الفقہ والقانون، ریاض، مکتبۃ الوراق، ص18

(53) احمد بن حنبل، امام/ المسند، مسند الانصار، احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث 23103، ص190، ج38

(54) شبلی نعمانی، علامہ/ سیرت النبی، مکتبہ اسلامیہ ص155، ج5

(55) محمد بن اسماعیل البخاری، امام/ الصحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب وجوب الزکوۃ، شرکۃ دارالعربیہ لتقنیۃ المعلومات، رقم الحدیث1395، ص104، ج2

References:

1- Fayrawz ad-ddin. Fayrawz Al-Lughat. Fayrawz Sons. Karachi

2- Muhammad Ibn-i-Aabidin. Radd Al-Muhtar. H M Said Company. Karachi

3- Zayn ad-ddin Ibn-i-Nujaym. Al-Bahr-ar-ra'iq.Maktabah Rasyidiyah.Quetta

4- Ali Hasb al-llah.Usul at-Tasyri-Al-Islami. Idarah Al-Qura'n. Karachi

5- Tahir-al-Qadiry. Iqtisadiyat-i-Islam. Minhaj Al-Qura'n Printer. Lahore

6- Sulayman Bin Asyas. As-Sunan. Syirkah Dar Al-Arabiyah.

7- Muhammad Bin Ismayl Al-Bukhary. Sahih Bukhary. Syirkah Dar Al-Arabiyah.

8- Sulayman Bin Ahamad at-Tabrany.Al-Mujam Al-Kabir. Maktabah bin Taymiyyah. Cairo

9- Ahmad Ibrahim. Nizam Al-Nafaqat fi as-syriah al-Islamiyah. Dar Al-Maa'rif Cairo

10- Muslim bin Al-Hajjaj. Sahih Muslim. Syirkah Dar Al-Arabiyah.

11- Muhammad Bin Eisa Al-Tirmizy. As-Sunan. Syirkah Dar Al-Arabiyah.

12- Ali Muttaqy al-Hindy, Kanz al-Ummal. Bayt al-Afkar ad-duwaliyah.

13- Muhammad Sany.Muhsin-i-Insanyt aur Insany Huquq. Dar Al-Isha'at. Karachi

14- Syams Tabrayz Khan. Muslim personal law aur Islam Ka Aa'ily Nizam. Majlis Nasyriyat Islam.Lucknow

15- Said Ahamad Akbar Abady. Islam myn Ghulamy ki Haqiqat. Makkah Books. Lahore

16- Mustafa As-Sabaiy.Al-Mar'ah byn al-fiqah w Al-Qanon. Maktabah al-Warraq. Riyadh

17- Ahamd Bin Hambal. Al-Musnad. Syirkah Dar Al-Arabiyah.

18- Syibly Numany. Syrt an-Naby. Maktabah Islamiyah.